مشاہدات-1193

ابو سعید حنیف احمد محمود-برطانیہ

تقریر

تقریر بابت اخلاقیات

وقت 5-7 منٹ

اپنے اندر بیماریوں کو ڈیلیٹ کرنے کا شعار بنائیں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَۃَ۔ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ (المومنون:97)

اُس (طریق) سے جو بہترین ہے بدی کو ہٹا دے۔ہم اُسے سب سے زیادہ جانتے ہیں جو وہ باتیں بناتے ہیں۔

سب خیر ہے اِسی میں کہ اُس سے لگاؤ دِل
ڈھونڈو اُسی کو یارو! بُتوں میں وفا نہیں
اِس جائے پُر عذاب سے کیوں دِل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بُستاں سرا نہیں

معزز سامعین! مجھے آج لفظ ڈیلیٹ کے حوالہ سے آپ سے گفتگو کرنی ہے۔

بعض الفاظ گو مرورِ زمانہ سے ڈکشنریز اور لغات کا حصہ ہوتے رہے ہیں لیکن لوگوں کے زیر استعمال نہ ہونے یا کم استعمال ہوتے تھے لیکن یہی الفاظ جب لوگوں میں کثرت سے استعمال میں آنے لگے تو اس کی افادیت، ضرورت اور اہمیت کا اندازہ ہوتا گیا، بالخصوص آج کی دنیا میں کمپیوٹر، موبائل اور دیگر Gadgets کی دنیا میں کوئی لفظ رواج پا جائے تو اُس کا استعمال اتنا عام ہو جاتا ہے کہ ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر ہوتا ہے۔ اِن الفاظ میں سے ایک لفظ Delete (ڈیلیٹ) ہے جو ہر روز گھروں میں بسنے والوں کی زبانی سننے کو ملتا ہے کہ مَیں نے اسے ڈیلیٹ کر دیا ہے۔ مَیں اسے ڈیلیٹ کرنے لگا ہوں۔ اگر کسی کو غلط یا نازیبا میسج ہو جائے تو اُسے اخلاقاً اور قانوناً ڈیلیٹ کر دیا جاتا ہے۔ ماں باپ یا گھر میں بڑے، چھوٹوں کو کہتے سنائی دیتے ہیں کہ اس میسج کو پلیز ڈیلیٹ کر دیں۔ ٹویٹ کے لیے ڈیلیٹ کا لفظ بہت عام استعمال ہوتا ہے۔ ہم انگلش میں اس کے متبادل erase یا cancel کے الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں جن لوگوں کے کمپیوٹرز یا فونز کثرت سے زیر استعمال رہتے ہیں وہ بعض فائلز اور ڈاکومنٹس کی وجہ سے Heavy ہو جاتے ہیں اور اس پر کام کرنا قدرے مشکل ہوتا ہے تو وہ زائد المیعاد ڈاکومنٹس اور غیر ضروری فائلز کو ساتھ کے ساتھ ڈیلیٹ کرتے رہتے ہیں تا کہ ان کے gadgets ہلکے رہیں اور وہ اُن پر بآسانی کام کر سکیں۔ ہم اکثر گھروں میں اِس امر کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہر کوئی اپنے غیر ضروری دستاویزات کو ڈیلیٹ کر رہا ہوتا ہے۔ اپنے gadgets کو ہلکا رکھ کر قابل استعمال بنائے رکھنے کے لیے اب تو فونز اور کمپیوٹرز وغیرہ پر ایسے آپشنز آ چکے ہیں جن کو اپلائی کرنے کے ساتھ زائد المیعاد مواد ساتھ کے ساتھ ڈیلیٹ ہوتا جاتا ہے۔ اس آپشن کے تحت 24 گھنٹے، سات دن اور 90 دن کی مہلت دی جاتی ہے اور save کرنے کے لیے keep to save massages from disappearing کے الفاظ بھی سکرین پر نظر آنے لگتے ہیں۔

ڈیلیٹ کے لفظ کو اگر اردو لغات کے آئینہ میں دیکھیں تو اِس کے معنی حذف کرنے، مٹانے، ہٹانے، خارج کرنے اور کاٹ دینے کے ہیں۔ جو لوگ خطوط ڈرافٹنگ کرتے ہیں اُن کے Boss اُن کو اکثر کہتے سنائی دیتے ہیں کہ یہ لائن حذف کر دیں، یہ سطر مٹا دیں یا کسی کی تقریر میں سے سخت نازیبا الفاظ حذف کروا دیے جاتے ہیں۔ وی لاگرز اور دوسرے ٹی وی اینکرز اپنے پروگرامز سے بعض الفاظ یا فقرے یا گالیاں حذف کروا کر بیپ لگا دیتے ہیں۔

سامعین! خاکسار نے اپنی تقریر کے آغاز میں یہ جو تمہید باندھی ہے اِس میں دو امور قابل غور ہیں جن پر میری آئندہ کی گزارشات کی بنا ہے۔

1۔ کمپیوٹر اور فون پر وہ تمام فائلز ویڈیوز، آڈیوز اِس لیے ڈیلیٹ کی جاتی ہیں تا ان میں مزید اچھی چیزوں کے مواد کے لیے جگہ بن سکے۔

2۔ عبارت میں بعض حصے اِس لیے حذف کروائے جاتے ہیں تا کہ عبارت بہتر اور خوبصورت بن جائے اور اُس میں حُسن آ جائے۔

اب مَیں آتا ہوں اپنے مُدّعا کی طرف جس کے لیے خاکسار نے یہ تمہید باندھی ہے اور اِس کی طرف مجھے ایک میسج نے توجہ دلائی۔ جو کسی خیر خواہ نے مجھے بھیجا تھا اور وہ یوں تھا۔

”ڈیلیٹ کرتے رہیے۔ اپنی زندگی سے کچھ لمحوں کو، کچھ باتوں کو، کچھ یادوں کو، کچھ نامناسب رویّوں... کو ورنہ آپ ہینگ ہو جائیں گے۔“

انسان بھی ایک کمپیوٹر کی طرح ہے۔ ایک مشین کی طرح کام کرتا ہے اِسے بھی ہلکا پھُلکا رہنے اور رکھنے کے لیے اپنے اندر کی زائد المیعاد فضول باتوں کو ڈیلیٹ کرنا ہوتا ہے۔ انسان کو اپنے اندر پائی جانے والی کمزوریوں، لغزشوں، بدیوں، بُرائیوں اور گناہوں کو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ڈیلیٹ کرنا چاہئے تا انسان کی زندگی جو ایک سفر ہے میں ہلکے وزن کے ساتھ رہ کر زندگی گزاریں۔ ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ ہر سفر خواہ وہ انسانی سفر ہو یا پرندوں، جانوروں، ٹرینوں، بسوں، گڈز یا ہوائی جہازوں کا سفر ہو۔ وہ ہلکے پھُلکے ہوں تو تیز بھاگتے ہیں۔ ہم روزانہ ہی مشاہدہ کرتے ہیں کہ اگر گھر کی کار کو اُس کی capacity سے بڑھ کر over load کر دیا جائے تو وہ چلنے میں slow ہو جاتی ہے۔ شکار کرنے والا جانور یا پرندہ جب بھوکا ہو اور اس کا پیٹ بھرا ہوا نہ ہو تو وہ اپنے شکار پر بڑی تیزی سے جھپٹتا ہے۔ پرندے بھی بھوکے اور پیاسے سمندروں کو عبور کرتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ مَیں لاہور میں بطور مربّی ضلع خدمات بجالا رہا تھا کہ مرکز سے مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مؤرخ احمدیت ہماری دعوت پر دارالذکر لاہور تشریف لائے۔ آپ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے کے علاوہ ایک جلسے سے خطاب بھی فرمانا تھا۔ مَیں نے آنمحترم سے جمعہ سے قبل کھانے کا پوچھا تو فرمانے لگے کہ خطبہ اور اجلاس کے بعد کھائیں گے۔ مَیں نے عرض کی کہ بہت تاخیر ہو جائے گی۔ کہنے لگے ”شکر اخالی پیٹ ہی لڑتا ہے“

سامعین! آج کے دَور میں پیدل چلنے اور پاؤں کے بل بوتے سفر کرنے کا رواج ترک ہو گیا ہے ورنہ ہم نے پرانے وقتوں میں اپنے بزرگوں کو میل ہا میل پیدل سفر کرتے دیکھا اور جب وہ پیدل سفر کے لیے تیاری کرتے تو غیر ضروری سامان کو اپنی گٹھری سے نکال باہر کیا کرتے تھے۔ وہ سوچتے تھے ایسی اشیاء جو میزبان کے گھر میں میسّر آجائیں گی جیسے تولیہ، سلیپر وغیرہ وہ اپنے سازوسامان سے علیحدہ کر دیتے تھے کہ سر پر اٹھانے والی گٹھری ہلکی ہو تا سفر آسانی سے طے ہو جائے۔ ویسے تو سفر میں سازوسامان کے حوالے سے مَیں نے کافی مثالیں دے دی ہیں لیکن ہوائی جہاز کی مثال دے کر مَیں مضمون کو آگے بڑھاؤں گا۔ ہوائی جہاز کا سفر کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ ہر ایئر لائن نے پسنجر کے سامان کے لیے ایک limit مقرر کر رکھی ہے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ہوائی جہاز تھوڑے سامان کے ہوتے ہوئے تیز رفتاری کے ساتھ منزل پر پہنچے اگر جہاز میں سامان مخصوص حدّ سے زیادہ ہو گا تو وہ smoothly پرواز نہیں کرے گا اور اُس کے ڈانوڈول ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں اور fuel بھی زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو حذف کرنا کہتے ہیں جو آج کے موضوع کی تائید کرتا ہے۔

اب ہم دوبارہ انسان کی طرف آتے ہیں انسان جب پیدا ہوتا ہے تو وہ معصوم بچہ ہوتا ہے وہ گناہوں سے پاک صاف ہوتا ہے لیکن جوانی کی طرف اپنا سفر جاری رکھتے ہوئے وہ بُرائیوں میں دھنستا چلا جاتا ہے اور جھوٹ، غیبت، چغلی، حسد اور کینہ وغیرہ الغرض بُرائیوں، بدیوں سے اس کا بوجھ بڑھتا جاتا ہے اور اس غیر ضروری بوجھ کے ساتھ وہ کیسے زندگی بسر کرے۔ اُن سے اپنے آپ کو الگ کر کے صرف نیکیوں کو لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنا ہے۔ یہی جنت کی طرف کا سفر ہے جس سے جنت کے دروازے کھلتے ہیں۔

آئیں! ذرا اختصار سے اُن بوجھوں کا جائزہ لیں جن سے ایک مومن کو اپنے سے دور رکھ کر اپنا روحانی سفر اختیار کرنے کی تلقین قرآن وحدیث میں ملتی ہے۔ ان میں سب سے اوّل تو شرک کو جگہ دی جاسکتی ہے۔ ایک مسلمان بظاہر ایسے شرک سے نفرت کرتا ہے جو خدا تعالیٰ کے مقابل پر کسی کو معبود بنا سکے مگر کئی مخفی شریک اپنی بغل کے نیچے پالتا ہے جو ظلمِ عظیم کے زُمرے میں آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمار کھا ہے کہ مَیں ماسوائے شرک کے انسان کے تمام گناہ معاف کر دوں گا۔ دوسرا نمبر شرک ہی کے ذیل میں جھوٹ کو دیا جاسکتا ہے جو شرک ہی کی ایک قسم ہے ویسے تو بڑی بڑی نمایاں بدیاں شرک ہی کی اولاد ہیں لیکن جھوٹ کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ جھوٹ انسان بولتا ہی تب ہے جب وہ خدا کے مقابل پر کسی خود تراشیدہ بُت کو پیش کرتا ہے اور وہ اپنے خود بنائے ہوئے جھوٹ پر انحصار کر کے اپنے بچاؤ کے ذرائع تلاش کرتا ہے۔ ویسے تو جھوٹ کھُلم کھُلا شرک اِس لحاظ سے بھی ہے کہ خدا کے مقابل پر خود تراشیدہ بُت کی عبادت اور اُس پر انحصار اپنی ذات میں سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جھوٹ کے لیے کذب، قولِ زور اور کئی قسم کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں لیکن بدظنی، طعن و تشنیع، چغلی، غیبت، تجسّس، بہتان تراشی، اتہام، تمسخر، تکبر، فسق، نخوت اور بہت سی دیگر بُرائیوں کا روٹ جھوٹ ہی ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوسری شرطِ بیعت میں فرمایا ہے کہ

” جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 159 اشتہار ”تکمیل تبلیغ“، اشتہار نمبر 51)

لہٰذا اِن تمام بدیوں سے الگ ہونا اور جدا ہو کر رہنا سیکھنا چاہئے۔ تا روحانی معنوں میں ہمارے وجود بوجھوں تلے دبے نہ رہ جائیں جس سے ہمارا چلنا پھرنا اُسی طرح مشکل ہو جائے جیسے خچر، گھوڑے اور اونٹ پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ لاد دیا جائے تو ان کا چلنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ ان میں سے کچھ راستے میں ہی اَوندھے منہ گرے پڑے ہوتے ہیں اور کچھ گرتے پڑتے منزلِ مقصود تک پہنچ تو جاتے ہیں لیکن بہت تکلیف اٹھا کر۔ جہاں انہوں نے اپنا سفر نصف گھنٹہ میں طے کرنا ہوتا ہے وہ ایک گھنٹہ پر محیط ہو جاتا ہے۔ یہ ایسے جانور ہوتے ہیں جن کے چہرے کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پہچان کر اس کے مالک سے کہتے ہیں کہ ان کا بوجھ ہلکا کرو یہ اونٹ مجھ سے تمہارے ظلم کی شکایت کر رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسے نبض شناس تھے کہ وہ اپنے صحابہ کے چہروں کو دیکھ کر ان کے اندر چھپی کمزوریوں کو بھانپ جاتے اور اُن کو نصیحت کرتے۔ جب کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب سے بڑی بیماری کون سی ہے تو ہر ایک کو مختلف بُرائی بتائی۔ دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پوچھنے والے صحابی کے اندر کی کیفیت کو دیکھ کر اور اُسے پڑھ کر نصیحت کیا کرتے تھے۔ کسی کو جھوٹ چھوڑنے کی نصیحت کی، کسی کو والدین کی نافرمانی ترک کرنے کا فرمایا، کسی کو تہجد پڑھنے کی تاکید کی، کسی کو پنجوقتہ نمازوں کی طرف توجہ دلا کر ان کو ان کے بوجھ جو انہوں نے اپنے اوپر لاد رکھے تھے ہلکے کرنے کو کہا۔ اللھم صل علی محمد وال محمد۔

ایک بہت بڑی بیماری غیبت اور بدظنی ہے جس کو اگر ہم اپنی زندگی سے نکال دیں تو ہمارے اعمال کی فائل میں اور نیکیوں کو جگہ مل سکتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے سب سے زیادہ میرے محبوب وہ ہیں جو بہترین اخلاق کے حامل ہوں، نرم خو ہوں، وہ لوگوں سے انس رکھتے ہوں اور لوگ ان سے مانوس ہوں اور تم میں سب سے زیادہ مبغوض میرے نزدیک چغل خور، دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے والے اور بے گناہ لوگوں پر تہمت لگانے والے ہیں۔"

(ترغیب و ترھیب جلد 3 مطبوعہ کتاب الادب الترغیب فی الخلق)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"فساد اس سے شروع ہوتا ہے کہ انسان ظنونِ فاسدہ اور شکوک سے کام لینا شروع کرے۔ اگر نیک ظنّ کرے تو پھر کچھ دینے کی توفیق بھی مل جاتی ہے۔ جب پہلی ہی منزل پر خطا کی تو پھر منزلِ مقصود پر پہنچنا مشکل ہے۔ بدظنی بہت بُری چیز ہے۔ انسان کو بہت سی نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے اور پھر بڑھتے بڑھتے یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ انسان خدا پر بدظنّی شروع کر دیتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 375)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" بعضوں کو ایسی مجلسوں میں بیٹھ کر ہنسی مذاق سننے کی عادت پڑتی ہے اور آہستہ آہستہ چغلی کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ تو چغلی سننے کو بھی منع فرمایا ہے۔ پھر حضرت عبد اللہ بن بُسر بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حاسد، چغل خور اور کاہن مجھ میں سے نہیں اور مَیں ان میں سے نہیں۔ پھر ایک حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو انسان کو نظر آ جاتا ہے لیکن اپنی آنکھ میں پڑا ہوا شہتیر وہ بھول جاتا ہے۔ (یعنی بھائی کی چھوٹی سے چھوٹی برائی تو نظر آ جاتی ہے اپنی بڑی بڑی برائیاں بھی نظر نہیں آتیں)۔ آج بھی دیکھ لیں چغل خور یا دوسروں کی غیبت کرنے والے، بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے والے خود ان تمام بُرائیوں میں بلکہ ان سے بڑھ کر بُرائیوں میں مبتلا ہوتے ہیں جو وہ اپنے بھائی کے متعلق بیان کر رہے ہوتے ہیں اور پھر ان کی بے شرمی کی یہ بھی انتہا ہے کہ ان کی بُرائیوں کا کھلے عام بعض لوگوں کو علم بھی ہوتا ہے پھر بھی ان کو شرم نہیں آ رہی ہوتی کہ ہم پہلے اپنی اصلاح کریں بجائے اس کے کہ اپنے بھائی کی بُرائیاں کریں۔ سب سے اچھی بات تو یہ ہے کہ اگر صحیح درد ہے معاشرے کا، معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں، صرف مزے لینے کے لئے اور لوگوں کی ٹانگیں کھینچنے کے لئے باتیں نہیں کہ ان کو لوگوں کی نظروں سے گراؤں، افسروں کی نظروں سے گراؤں اور اپنی پوزیشن بناؤں۔ تو ایسے لوگ بھی جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ اس نصیحت پر عمل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر تو اپنے کسی ساتھی کے عیوب بیان کرنا چاہے تو پہلے ایک نظر اپنے عیوب پر ڈال لے۔ کسی کے عیب بیان کرنے سے پہلے اپنے عیبوں پر نظر ڈالو .... تو جب آپ اپنے عیب دیکھیں گے۔ جو بہت دل گردے کا کام ہے، بہت کم ہیں جو اپنے عیبوں پر اس طرح نظر رکھتے ہیں جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر آنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اپنی بڑی سے بڑی بُرائی بھی نظر نہیں آتی اور اگر وہ نظر آ جائے گی تو بڑی اور چھوٹی تمام برائیاں نظر آنا

شروع ہو جائیں گی۔ اور دوسروں کی برائیاں کرنے سے پہلے ایسا شخص سوچے گا اور پھر نیک نیت ہو کر پہلے اپنی اصلاح کی کوشش کرے گا، پھر اپنے دوست کی اصلاح کی کوشش کرے گا تاکہ حسین اور پاک معاشرہ قائم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس کی توفیق دے کہ اپنے آپ پر نظر رکھیں“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 دسمبر 2003ء)

سامعین! پھر ایک بُرائی تکبّر ہے۔ اِس کو بھی اپنی زندگی سے ڈلیٹ کر دیں ۔عاجزی اور انکساری وہ خصوصیت ہے جو ایک مومن کو اختیار کرنی چاہئے ورنہ وہ شیطان کے قدموں پر چلنے والا ہے۔ تکبّر کو بعض دفعہ انسان محسوس نہیں کرتا۔ اس لئے بڑی باریکی سے اس بارے میں ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبّر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔ یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک موحّد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبّر کا نہیں۔“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن 5 جلد صفحہ 598)

سامعین! جب کسی کا فون مختلف فائلز اور کلپس کی وجہ سے ہیوی ہو جاتا ہے تو وہ بے شمار مواد سے ہینگ ہو جاتا ہے جس سے فون اپنا کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ وہ تب دوبارہ کام کرتا ہے جب اس سے فائلیں ڈلیٹ کی جاتی ہیں۔ اسی طرح ایک انسان جب بہت سی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے تو وہ بھی ایک طرح کا ہینگ ہو جاتا ہے اُسے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کیا کرے۔ اس لیے نیکیوں کو اختیار کرنے کے لئے بُرائیاں اپنے اندر سے حذف کرنی ہوں گی۔ کیونکہ نیکی اور بدی ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔ اس لئے ہمیشہ یہ کوشش ہونی چاہئے کہ جب بھی کسی نیکی کو اختیار کریں تو اس کے ساتھ ہی چند بُرائیاں بھی ہماری زندگی سے ڈلیٹ ہو جائیں۔ اس دنیا کی ظاہری زندگی اور اس کی آسانیاں، اس کی آسائشیں یہ سب عارضی چیزیں ہیں اور ان کی حیثیت کھیل کود اور دل بہلاوے کے سامان سے زیادہ کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے غافل اور اپنی زندگی کے مقصد سے غافل انسان تو ان چیزوں اور ان باتوں کی طرف جھک سکتا ہے جو دنیاداری کی باتیں ہیں لیکن ایک مومن جس کے اعلیٰ مقاصد ہیں اور ہونے چاہئیں وہ ان باتوں سے بہت بلند ہے اور بلند ہو کر سوچتا ہے اور اعلیٰ مقاصد کو اور اللہ تعالیٰ کے قُرب اور اس کے پیار کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ اگر اپنی زندگی کے کمپیوٹر پر کچھ غلط تحریر کر دیتا ہے جس کا اُس کو بعد میں احساس ہو جاتا ہے کہ یہ خدا کی نظر میں پسندیدہ نہیں تو وہ اُس کو ڈلیٹ کر کے ایک بہتر تحریر لکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

اپنے اندر سے بدی حذف کرنے کا مضمون ہمیں احادیث سے بھی ملتا ہے۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ باجماعت نماز کے لئے مسجد کی طرف جاتے ہیں تو ہر قدم پر ایک نیکی ہمارے کھاتے میں لکھی جاتی ہے اور ایک بدی ہمارے کھاتے سے حذف کر دی جاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

” دنیا جو آجکل ان لذات میں گرفتار ہے اور قدم قدم پر شیطان نے اپنے ایسے اڈے بنائے ہوئے ہیں جو ہر شخص کو جو اس دنیا میں رہتا ہے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اس سے پوری کوشش کر کے ہمیں بچنا چاہئے۔ ہمارا مقصد دنیاوی دولت کے حصول کے لئے اور دنیاوی لذات سے فائدہ اٹھانا کبھی نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ان چیزوں کا انجام اچھا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دنیاوی چیزوں کی مثال دیتے ہوئے فرماتا ہے یہ پھلنے پھولنے والی فصل کی طرح ہیں مگر آخر کو سوکھ کر چُورا ہو جاتی ہیں اور تیز ہوائیں اس کو اڑا کر لے جاتی ہیں۔ اسی طرح دنیاداروں کا انجام ہوتا ہے۔ نہ ان کے اموال کی کثرت، ان کے مال و دولت ان کے کام آتے ہیں۔ نہ ان کی اولادیں ان کے کام آتی ہیں۔ بعض تو اس دنیا میں ہی اپنے مال و اولاد سے محروم ہو جاتے ہیں اور اگر کسی کا ظاہری انجام دنیاوی لحاظ سے بہتر لگتا بھی ہے تو آخرت میں جو اُن کا حساب کتاب ہونا ہے وہ صرف دنیاوی لہو و لعب میں پڑنے کی وجہ سے اور خدا تعالیٰ اور دین کا خانہ خالی چھوڑنے اور خالی ہونے کی وجہ سے اور اس کی طرف زیادہ توجہ نہ دینے کی وجہ سے انہیں عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 مئی 2017ء)

سامعین! خلاصۃً عرض ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور میرے اندر بہت بُرائیاں ہیں۔ مَیں چوری بھی کرتا ہوں، زنا بھی کرتا ہوں، شراب بھی پیتا ہوں۔ مجھے کوئی نصیحت کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ ترک کر دیں۔ اگلے ہی دن چونکہ اُس کو اِن بیماریوں کی عادت تھی تو وہ چوری کرنے لگا تو فورًا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت یاد آئی اور سوچا کہ اگر مَیں نے چوری کی تو اوّل تو یہ گناہ ہو گا دوم حضورؐ نے

اگر پوچھا تو مَیں نے چوری کر کے کہا کہ نہیں کی تو یہ جھوٹ ہو گا تو اس نے چوری کرنا چھوڑ دی اسی طرح باری باری تمام بُرائیوں پر عمل کرنے کو دل چاہا تو یہی سوچ اس کے اندر پیدا ہوئی اور وہ ان کو ترک کر تا چلا گیا الغرض جھوٹ کو اپنی ذات میں ڈیلیٹ کرنے سے باقی بُرائیاں بھی حذف ہوتی گئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

" انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔ تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط وخال ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محلِ ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق عباد کا بھی لحاظ رکھنا یہ وہ طریق ہے جو انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ لِبَاسُ التَّقْوٰى قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتّی الوسع رعایت رکھے۔ یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تابمقدور کاربند ہو جائے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد نمبر 21 صفحہ 210-209)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"پس خیر امت نہ لوگوں کو دھوکہ دے کر بنا جا سکتا ہے اور نہ خدا تعالیٰ کو دھوکہ دے کر بنا جا سکتا ہے۔ اس لئے اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے لئے، جماعت کو مضبوط کرنے کے لئے اچھی باتوں کو اپناؤ اور پھر آگے پہنچاؤ۔ اور جب ایسے عمل نیکیوں پر چلتے ہوئے اور برائیوں سے بچتے ہوئے انجام پا رہے ہوں گے تو پھر تبلیغ میں آسانی ہو گی۔ اور جماعت کے اندر بھی بہترین تربیت ہو رہی ہو گی۔ کیونکہ نیکیوں کو رائج کیا جا رہا ہو گا اور برائیوں سے روکا جا رہا ہو گا۔ یہ نیک باتیں اور اچھی باتیں بے شمار ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ مثلاً رشتہ داروں سے حسن سلوک ہے، امانت ہے، دوسروں کی خاطر قربانی ہے، انسانی ہمدردی ہے، دوسروں کے متعلق اچھے خیالات رکھنے کی تعلیم ہے، سچ بولنا ہے، دوسروں کو معاف کرنا ہے، صبر کرنا ہے، انصاف سے کام لینا ہے، دوسروں پر احسان کرنا ہے، اپنے وعدوں کو پورا کرنا ہے، ہر طرح کے گند، ذہنی بھی اور جسمانی بھی، سے اپنے آپ کو پاک رکھنا ہے۔ ذہنی گند یہ ہے کہ دماغ میں دوسرے کو نقصان پہنچانے یا اخلاق سے گری حرکتیں کرنے کا خیال دل میں آئے۔ پھر اچھی باتوں میں معاشرے میں آپس میں محبت اور پیار کو بڑھانا ہے۔ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا ہے، ہمسایوں سے، اپنے ساتھ کام کرنے والوں سے اچھا سلوک کرنا ہے۔ خوش اخلاقی ہے، پھر جو اچھی حیثیت کے ہیں یعنی مالی لحاظ سے بہتر حیثیت کے ہیں ان کو خود بھی غریبوں کا خیال رکھنا چاہئے اور اس تعلیم کو پھیلانا بھی چاہئے۔ اسی طرح بیشمار برائیاں ہیں جن سے انسان کو خود بھی رکنا چاہئے اور دوسروں کو بھی اس طرف توجہ دلانی چاہئے کیونکہ نیکیاں اختیار کرنے کے لئے برائیاں چھوڑنا از حد ضروری ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6/ مئی 2005ء)

اس ضمن میں بہت کچھ لکھا اور کہا جا سکتا ہے پس قرآن و حدیث میں درج ہم اِن بوجھوں کا نام لے کر اس دعا کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان غیر اخلاقی اَور لایعنی بوجھوں سے الگ رہنے کی توفیق دے۔ یہ بوجھ امانتوں میں خیانت کا بوجھ ہے، فحشا، بے حیائی کا بوجھ ہے اسراف، فضول خرچی، بخل، اسراف، احسان جتانے یا ناپ تول میں انصاف نہ کرنے کا بوجھ شامل ہے۔ فسق و فجور، بدکرداری، چوری چکاری، احترامِ انسانیت نہ کرنے کا بوجھ اور کمزوروں سے حسن سلوک نہ کرنے کا بوجھ وغیرہ وغیرہ۔ یہ بات بھی ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ شیطان کا حملہ ایک دم نہیں ہوتا۔ وہ آہستہ آہستہ حملہ کرتا ہے۔ کوئی چھوٹی سی بُرائی انسان کے دل میں ڈال کر یہ خیال پیدا کر دیتا ہے کہ اس چھوٹی سی بُرائی سے کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ کون سا بڑا گناہ ہے۔ پھر یہ چھوٹی چھوٹی بُرائیاں بڑے گناہوں کی تحریک کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر گناہ سے محفوظ رہنے کی توفیق دے۔ آمین

(کمپوزڈ: عطیۃُ العلیم۔ ہالینڈ)